ہے جیسے 'پلک جھپکنے کی دیر میں' کلمحِ البَصَرِ سے، 'دل کا اندھا ہونا' تَعْمَی الْقُلُوْب سے اور 'کفِ افسوس ملنا' فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْہِ سے ماخوذ ہے۔ بعض محاورات تو براہِ راست قرآن سے اخذ کیے گئے ہیں، جیسے: اناللہ پڑھنا، الم نشرح ہونا، طوعاً کرھا، قیل و قال کرنا وغیرہ۔ اسی طرح بہت سی تلمیحات اور علامتی تراکیب بھی قرآن سے لی گئی ہیں جیسے برادرانِ یوسف، صبرِ ایوب، ید بیضا وغیرہ۔ امدادی افعال اور حروفِ جار وغیرہ بھی اُردو کی بہت سی خوب صورت تراکیب کو وجود میں لانے کا باعث ہوئے ہیں، جیسے: علی الاعلان، من وعن، لیت ولعل کرنا، فی الحال وغیرہ۔ مزید برآں بعض قرآنی الفاظ قرآنی تلفظ کے ساتھ مستعمل ہیں، مگر اُردو میں آکر ان کے معنی تبدیل ہوگئے ہیں۔ بعض قرآنی الفاظ اُردو میں کثیر المعانی ہوگئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مؤلف نے پیش نظر تحقیقی کام بڑی توجہ، محنت اور دل کی لگن کے ساتھ انجام دیا ہے۔ ان کا اُردو ادب کا مطالعہ بھی قابلِ رشک ہے۔ آخر میں اُردو میں غیر مستعمل قرآنی الفاظ کی ایک فہرست شامل کر دی ہے۔ مؤلف کا یہ اندازہ قرین قیاس ہے کہ مستقبل قریب میں اُردو پر انگریزی زبان کے اثرات تیزی سے مرتب ہوں گے اور اُردو، انگریزی تہذیب و زبان سے بڑی حد تک مغلوب ہوگی مگر اپنے مذہبی اور تہذیبی ورثے سے دست بردار نہیں ہوگی، ان شاءاللہ (رفیع الدین ہاشمی)

Slippery Stone: An Enquiry into Islam's Stance on Music، [پھسلواں پتھر: موسیقی کے بارے میں اسلام کے نقطۂ نظر پر ایک تحقیق]، خالد بیگ۔ ناشر: اوپن مائنڈ پریس، گارڈن، گروو (Grove)، کیلی فورنیا، امریکا۔ صفحات: ۳۶۱۔ قیمت: درج نہیں۔

مذہب اور مناجات، دیدہ اور نادیدہ خدا اور دیوتاؤں کے حضور عجز و عاجزی، خوب صورت آواز اور آہنگ میں دعا اور جذبات کا اظہار، غالباً انسان کی سرشت میں داخل ہیں کہ ہر مذہب میں اس کے نشان اور شواہد ملتے ہیں۔ نغمہ داؤدی سے لے کر راج کماری میرا کے بھجن تک، عرضِ مدعا کے لیے انسانوں نے اپنی سوچ اور صلاحیت کے مطابق خوب سے خوب تر اظہار کے لیے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ لیکن وہ موسیقی جو انسان اپنی آواز اور آلات سے پیدا کر رہا ہے، خواہ وہ مذہبی ہو یا 'غیر مذہبی' اور خالصتاً 'طربیہ' اور تفریحی، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

مصنف کہتے ہیں کہ ہم گاڑیوں، مشینوں اور کارخانوں سے نکلنے والے دھوئیں اور آلودگی کے خلاف بہت کچھ کہتے اور سنتے ہیں، لیکن اس شور پر کم ہی توجہ دیتے ہیں، جو غِنا اور موسیقی کی مشینوں نے برپا کر رکھا ہے۔ آج یہ موسیقی ہمارے نظامِ اعصاب، جسم اور سب سے اہم یہ کہ ہماری روح کو کس طرح برباد کر رہی ہے، کم ہی لوگ اس کا شعور رکھتے ہیں۔ آج کے مقبول 'مسلم میوزیکل گروپوں' سے لے کر پیشہ ور اور غیر پیشہ ور کلاسیکی اور جدید طائفوں تک اور انفرادی فن کار سبھی اس 'کارِطرب انگیز' میں اپنا اپنا حصّہ ڈال رہے ہیں۔

محترم خالد بیگ نے غنا اور موسیقی اور اُن کی تمام صورتوں اور ہیئتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اور قرآن پاک کی تعلیمات، احادیث مبارکہ اور علما کے نقطۂ نظر کا بڑی محنت اور دقّتِ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ کتاب تین اجزا پر مشتمل ہے۔ وہ قبلِ اسلام کی شاعری، اور پھر عرب شاعری پر اسلام کے اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اسلام نے کس طرح کی شاعری کی اجازت دی، اور کس طرح کی شاعری کو رد کیا۔ اگرچہ موسیقی، مسلم دورِ حکمرانی میں بھی باقی رہی، لیکن سوال یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں اُسے کیا مقام دیا گیا اور مسلم علما کی اس سلسلے میں کیا راے رہی ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ ۱۸ویں/ ۱۹ویں صدی عیسوی میں مسلم ممالک پر یورپی اقوام کے غلبے اور نوآبادیاتی تسلط کے بعد ہمارے ہاں اس سلسلے میں گراموفون، ریڈیو، فلم اور ٹیلی وژن اور پھر میوزک وڈیوز، انٹرنیٹ اور سیل فون کے ذریعے جو جوہری تبدیلی واقع ہوئی، ماضی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ سچ تو یہ ہے کہ مسلم دنیا میں مغرب سے آئی ہوئی جدید فنّیات (modern technologies) کو جس طرح بلا سوچے سمجھے بے تکلفی سے قبول کر لیا گیا ہے، اس نے ہمارے معاشرے پر گہرے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ پھر مستشرقین اور ہمارے مؤرخین نے ماضی میں موسیقی اور غنا کے سلسلے میں ہمارے اسلاف کے کارناموں کو جس فخریہ انداز سے پیش کیا ہے، اس سے بھی ہمارے نوجوانوں میں اس کے لیے پذیرائی کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ اس سب پر مستزاد یہ کہ ہمارے بعض صوفیہ (اور علما) نے سماع کے جواز کے جو فتوے دیے ہیں، انھیں بھی بلاتنقید قبول کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ ابن حزم اور طاہر المقدسی (جن کی راے پہ انحصار کر کے جامعہ الازہر کے مفتیوں نے سماع اور ملاحی کے جواز کا فتویٰ دیا) کی راے سے نہ صرف اہلِ سنت کے چاروں مکاتبِ فکر

(مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی) بلکہ سلفی اور شیعہ بھی اختلاف کرتے ہیں، اور موسیقی اور سماع کو درست نہیں گردانتے۔ اگرچہ مصنف نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن صوفیہ میں شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) اور نقش بندی مکتبِ فکر کے تمام صوفیہ، موسیقی، وجد، حال اور اس طرح کے تمام اشغال کو سختی سے رد کرتے ہیں۔

موسیقی، غنا، لہوولعب، وقت ضائع کرنے والے فضول مشاغل اور ناروا، ناپسندیدہ تفریحات کے سلسلے میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے اقوال اور رویوں کی تفصیلات ۳ ابواب میں بڑی محنت سے جمع کی گئی ہیں۔

موسیقی کے حوالے سے آج مسلم دنیا کی کیا کیفیت ہے؟ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل نے عرب دنیا پر حملہ کیا، تو مصری افواج کے افسر اور سپاہی اُم کلثوم کے غنا میں مدہوش تھے۔ ۲۰ ویں صدی کے اواخر اور ۲۱ ویں صدی میں اسلام کے خلاف نضر بن الحارث (وہ دشمن اسلام، جس نے قرآن اور اسلام سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے مکہ میں گانے والی کنیزوں کی خدمات حاصل کی تھیں) کی حکمت عملی کو سلیقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ لاکھوں برقی آلات، ۲۴ گھنٹے عوامی کلچر کے نام پر ایک یلغارِ بے اماں میں مصروف ہیں، اور ان میں 'دینی اور مذہبی' ادارے بھی شریکِ کار ہیں۔ لوئی لامیہ ابسن الفاروقی (Lois Lamya Ibsen) ایک امریکی موسیقار جو مسلمان ہوگئی___ 'ہندسۃ الصوت' کے نام سے لحنِ قرانی، مذہبی نشید (قوالی)، اختلافی شعرو موسیقی، جنگی ترانوں اور گھریلو تقریبات کی موسیقی سے لے کر ناپسندیدہ ہیجانی جذباتی موسیقی تک، اس 'فن' کو ۱۰ درجات پر استوار کر کے فروغ دیتی ہیں اور ساری دنیا میں موسیقی کی تعلیم کو عام کرنے کی وکالت کرتی ہیں۔ مصنف نے اس رجحان کا سختی سے (درست طور پر) محاکمہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ موسیقی کا مسئلہ محض ایک علمی بحث نہیں، بلکہ اس پُرآشوب دور میں اسلام اور مسلمانوں کی صحت کے ساتھ بقا کا مسئلہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی دانائی کی بات کی ہے کہ حلال وحرام تو واضح ہیں، لیکن ان کے درمیان مشتبہات ہیں۔ اکثر لوگوں کو اُن کی حیثیت کا علم نہیں، پس جس نے ان مشتبہات (مشکوک اُمور) سے پرہیز کیا، اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچالیا۔ اور وہ جو اِن مشکوک اُمور میں مبتلا ہوگیا، وہ اُس چرواہے کی طرح ہے، جو اپنے جانور کسی نجی چراگاہ کے آس